از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 10 فروری 1955

دی سٹیٹ آف بہار
بنام
کمار امر سنگھ ودیگراں
(اور منسلک اپیل)

[ایس آر داس، بھگوتی، جگند ھاداس، وینکٹار اما آئیر اور بی پی سنہا جسٹس صاحبان]

بھارت کا آئین آرٹیکل 5 اور 7 اور آرٹیکل 7 کا فقرہ - یکم مارچ 1947 کے بعد بیوی بھارت سے پاکستان ہجرت کر گئی - اس کا شوہر بھارت میں ہی رہا - بیوی آیا وہ بھارت کی شہری ہو - آرٹیکل 7 آرٹیکل 5 کو ختم کرتا ہے - ایڈمنسٹریشن آف ایوا کیو پراپرٹی آرڈیننس 1949 (XXVII، سال 1949) — ایڈمنسٹریشن آف ایوا کیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 (ایکٹ XXXI، سال 1950) - انخلا جائیداد آرڈیننس (بہار آرڈیننس نمبر - III، سال 1949) - جائیداد انخلا - اس کی تعریف کہ آیا ٹرسٹی یا مستفید کے طور پر رکھی گئی جائیداد میں انخلا کرنے والے کا مفاد شامل ہے اور آیا اس میں وکف کی جائیداد اور سود شامل ہے۔

آئین کے آرٹیکل 5 کا متعلقہ حصہ پڑھتا ہے: -"اس آئین کے آغاز پر ہر وہ شخص جس کا بھارت کے علاقے کا رہائشی ہے اور جو بھارت کے علاقے میں پیدا ہوا تھا وہ بھارت کا شہری ہوگا۔

آئین کے آرٹیکل 7 میں کہا گیا ہے: -

"آرٹیکل 5 میں کچھ بھی ہونے کے باوجود، کوئی شخص جس نے مارچ 1947 کے پہلے دن کے بعد بھارت کے علاقے سے اس علاقے میں ہجرت کی ہو جو اب پاکستان میں شامل ہے، اسے بھارت کا شہری نہیں سمجھا جائے گا۔

1948 میں بھارت سے پاکستان ہجرت کرنے والے مدعاعلیہ کمار رانی کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ وہ بھارت کی شہری ہیں اور رہیں گی، اس بنیاد پر کہ وہ بھارت میں پیدا ہوئیں اور ان کی رہائش ان کے شوہر کی ہی رہی، جو پورے بھارت میں رہے اور ان کا معاملہ آئین کے آرٹیکل 5 کے تحت آتا ہے۔

حکم ہوا کہ،(اس دلیل کو پسپا کرتے ہوئے) کہ آئین کا آرٹیکل 7 واضح طور پر آرٹیکل 5 کو ختم کرتا ہے۔ چونکہ مدعاعلیہ نے یکم مارچ 1947 کے بعد بھارت سے پاکستان ہجرت کی تھی، اس لیے اس کا مقدمہ آئین کے آرٹیکل 7 کے تحت آیا اور یہ کہ چونکہ یہ ایک غلط اجازت نامے کے غیر مجاز جاری ہونے کا معاملہ تھا جسے مناسب طریقے سے منسوخ کر دیا گیا تھا اس لیے آرٹیکل 7 کا فقرہ لاگو نہیں ہوا اور اس لیے مدعاعلیہ کو بھارت کا شہری نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔

یہ بھی حکم ہوا کہ ایڈمنسٹریشن آف ایوا کیو پراپرٹی آرڈیننس 1949 اور ایڈمنسٹریشن آف ایوا کیو پراپرٹی ایکٹ 1950 (XXXI، سال 1950) میں "انخلا جائداد" کے جملے کی تعریفوں میں ٹرسٹی یا مستفید کے طور پر رکھی گئی کسی بھی جائیداد میں انخلا کرنے والے کا مفاد واضح طور پر شامل ہے۔ انخلا پراپرٹی آرڈیننس 1949 (بہار آرڈیننس نمبر II، سال 1949) مختلف نہیں ہے اور اس میں استعمال ہونے والے الفاظ بھی وکف جائداد اور اس میں کسی بھی سود پر مشتمل ہیں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 97 اور 98، سال 1952۔

بھارت کا آئین کے آرٹیکل 132(1) اور 133(1)(c) کے تحت پٹنہ میں بااختیار عدالتِ عالیہ کے 13 اکتوبر 1950 کے فیصلے اور ڈگری سے متفرق عدالتی مقدمات نمبر 140 اور 107، سال 1950 کے تحت اپیل۔

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت (جی این جوشی، لال نارائن سنہا اور پی جی گوکھلے ان کے ساتھ)؛ سی اے نمبر 97 اور 98، سال 1952 میں اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان نمبر 1 سے 4 کے لیے بی سین اور آئی این شراف۔

10.1955 فروری۔

عدالت کا فیصلہ جگنندھاداس جسٹس کے ذریعے پیش کیا گیا۔

یہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت 5 جولائی 1950 اور 28 جولائی 1950 کی دو درخواستوں پر پٹنہ عدالت عالیہ کے مشترکہ فیصلے سے پیدا ہونے والی دو منسلک اپیلیں ہیں۔ ریاست بہار دونوں اپیلوں میں اپیل کنندہ ہے۔ اپیل نمبر 97 میں پہلے تین مدعاعلیہان اس میں چوتھے مدعاعلیہان کے بیٹے ہیں۔ کمار رانی سعید خاتون (اس کے بعد کمار رانی کہا جاتا ہے)۔ مذکورہ کمار رانی اپیل نمبر 98 میں بھی پہلی مدعاعلیہ ہیں۔ دونوں اپیلوں میں دیگر جواب دہندگان اپیل کنندہ، ریاست بہار کے تحت سرکاری افسران ہیں۔ عدالت عالیہ کے سامنے درخواستیں حکومت بہار کے افسران کی طرف سے (1) جائیداد، اور (2) کمار رانی کے شخص کے خلاف درج ذیل حالات میں کی گئی کارروائی کے حوالے سے پیدا ہوئیں۔

کمار رانی تسلیم شدہ طور پر بھارت کے علاقے میں پیدا ہوئی تھی اور گیا کے کیپٹن مہاراج کمار گوپال سرن نارائن سنگھ کی قانونی طور پر شادی شدہ بیوی ہونے کا دعوی کرتی ہے کیونکہ ان کے درمیان 1920 میں آریہ سماج کی رسومات کے مطابق اور بعد میں مسلم رسومات کے مطابق مبینہ شادی ہوئی تھی۔ وہ کافی جائیدادوں کی مالک تھی اور اس کی مالک تھی۔ 1946 میں اس نے اپنی، اپنے بیٹوں اور ان کی اولاد کی دیکھ بھال اور مدد کے لیے 427 دیہاتوں پر مشتمل اپنی جائیدادوں کا ایک وکف بنایا، جس کے ذریعے 4 مئی 1946 کو وقف الاولاد کے ایک دستاویز پر عمل درآمد کیا گیا، جس کے ذریعے اس نے مذکورہ جائیدادوں میں اپنے تمام مفادات سے خود کو الگ کر لیا اور انہیں خدا کے سپرد کر دیا۔ اس نے خود کو اپنی زندگی کے لیے یا ترک ہونے تک واحد متولی کے طور پر مقرر کیا، اور اس کے تین بیٹوں کو مشترکہ متوالی کے طور پر اس کے جانشین کے طور پر مقرر کیا۔ دستاویز میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ

خالص آمدنی خود اور اس کے تین بیٹوں کی دیکھ بھال کے لیے اس ہدایت کے ساتھ خرچ کی جانی چاہیے کہ وقفہ اپنے استعمال کے لیے نصف سے زیادہ خرچ نہ کرے۔ جولائی 1948 میں کمار رانی کراچی چلی گئیں۔ دسمبر 1948 میں وہ عارضی اجازت نامے پر پاکستان سے بھارت واپس آئیں اور اپریل 1949 میں پاکستان واپس چلی گئیں۔ 21 جون 1949 کو بہار ایڈمنسٹریشن ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 1949 (بہار آرڈیننس نمبر III، سال 1949) نافذ ہوا۔ ایواکیو پراپرٹی کے ڈپٹی کسٹڈین نے 2 ستمبر 1949 کو اس آرڈیننس کی دفعہ 5 کے تحت ایک نوٹیفکیشن جاری کیا، جس میں مذکورہ وکف جاگیر میں شامل تمام جائیدادوں کو کسٹڈین میں جائیداد انخلا قرار دیا گیا ہے۔ اس نے 20 ستمبر اور 2 اکتوبر 1949 کے درمیان اس پر قبضہ کر لیا۔ 14 مئی 1950 کو کمار رانی پاکستان میں بھارت کے ہائی کمشنر سے حاصل کردہ مستقل اجازت نامے کے تحت دوبارہ بھارت واپس آئے۔ تاہم، یہ اجازت نامہ 12 جولائی 1950 کو ڈپٹی ہائی کمشنر نے اس بنیاد پر منسوخ کر دیا تھا کہ یہ حکومت کی رضامندی کے بغیر غلط طریقے سے جاری کیا گیا تھا، جیسا کہ پاکستان سے آمد (کنٹرول) ایکٹ، 1949 کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت ضروری ہے۔ اس منسوخی کے پیش نظر، گیا کے سب انسپکٹر پولیس نے کمار رانی کو نوٹس جاری کر کے ہدایت کی کہ چونکہ اس کا مستقل اجازت نامہ منسوخ کر دیا گیا ہے، اس لیے اسے 31 جولائی 1950 تک بھارت چھوڑ دینا چاہیے۔ ان واقعات کے پیش نظر پٹنہ کی عدالت عالیہ کے سامنے دو درخواستیں دائر کی گئیں، جن میں سے ایک 5 جولائی 1950 کو دائر کی گئی تھی، جس میں ڈپٹی کسٹوڈین کی طرف سے وکف جاگیر کو جائیداد انخلا قرار دینے اور اس پر قبضہ کرنے کی کارروائی کے جواز کو چیلنج کیا گیا تھا۔ اس اعلامیے کی بنیاد پر، ودیگر درخواست 28 جولائی 1950 کو دائر کی گئی تھی، جس میں کمار رانی کو بھارت چھوڑنے کی ہدایت دینے والے پولیس کے سب انسپکٹر گیا کے حکم کے جواز کو چیلنج کیا گیا تھا۔ ان میں سے پہلی درخواست کمار رانی نے اپنے تین بیٹوں کے ساتھ درخواست کنندگان کے طور پر دائر کی تھی اور دوسری اکیلے کمار رانی نے دائر کی تھی۔ ان دونوں درخواستوں کو عدالت عالیہ نے منظور کیا تھا اور اس لیے ریاست کی طرف سے یہ اپیلیں عدالت عالیہ کی طرف سے اجازت پر دی گئی تھیں۔ یہ دو منسلک اپیلیں سماعت کے لیے آئیں: 26 اور 27 اکتوبر 1953 کو اس عدالت سامنے۔ اس عدالت نے دونوں فریقوں کے وکیل کو سننے کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ اپیل نمبر 97 کے مناسب فیصلے کے لیے ضروری ضروری حقائق میں سے ایک (جس کا ذیل میں تفصیل سے ذکر کیا جانا چاہیے) کو تحقیقات کے بغیر فرض کر لیا گیا تھا اور یہ کہ ثبوت لینے کے بعد اس پر نتیجہ اخذ کرنا

ضروری تھا۔اس عدالت نے اس کے مطابق اپیل نمبر 97 کو عدالت عالیہ میں واپس کر دیا تاکہ وہ نتیجہ پیش کرے اور ہدایت کی کہ نتیجہ موصول ہونے پر دونوں اپیلوں (اپیل نمبر 97 اور 98) کی سماعت ایک ساتھ کی جائے۔اب نتیجہ موصول ہوا ہے اور اپیلوں کی دوبارہ سماعت کی گئی ہے۔اس مرحلے پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ، وہ وکیل جو پیشگی سماعت میں دونوں اپیلوں میں مدعاعلیہان کی طرف سے پیش ہوا، اس سماعت میں ہمارے سامنے پیش ہوا اور کہا کہ اسے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان اپیلوں میں اپنی پیشی واپس لے اور سماعت کو یک طرفہ طور پر آگے بڑھنے کی اجازت دے۔

ابتدائی حقائق جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اب ان دونوں اپیلوں سے الگ الگ نمٹنا آسان ہوگا۔اپیل نمبر 98 جس میں کمار رانی کی مسلسل شہریت کے بارے میں بنیادی سوال اٹھایا گیا ہے، اس پر پہلے غور کیا جائے گا۔

دیوانی اپیل نمبر 98، سال 1952۔

یہ اپیل 28 جولائی 1950 کو عدالت عالیہ میں دائر درخواست سے سامنے آئی ہے، جس میں 23 جولائی 1950 کو پولیس کے سب انسپکٹر گیا کے جاری کردہ حکم کے جواز کو چیلنج کیا گیا ہے۔اس حکم نامے کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا ہے کہ کمار رانی بھارت کی شہری تھیں اور پوری مدت تک رہیں اور یہ کہ 23 جولائی 1950 کا حکم، جو حقیقت میں بھارت سے ان کی جلاوطنی کے حکم کے مترادف تھا، بھارت کے شہری کے طور پر آئین کے آرٹیکل 19 کے تحت کمار رانی کے بنیادی حق کی خلاف ورزی تھی۔جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا حالات میں کمار رانی حکم کی تاریخ پر بھارت کی شہری تھیں۔کمار رانی دلیل یہ ہے کہ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ وہ سال 1948 میں پاکستان گئی تھیں، لیکن وہ وہاں صرف ایک عارضی مقصد کے لیے گئی تھیں، یعنی ایک معروف حکیم کا طبّی علاج کروانے کے لیے اور یہ کہ وہ ہمیشہ بھارت کی شہری رہیں اور رہیں اور اس لیے پاکستان میں بھارت کے ہائی کمشنر کو انہیں جاری کردہ اجازت نامہ منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔جہاں تک ان کے اس الزام کا تعلق ہے کہ جب وہ پہلی بار جولائی 1948 میں کراچی گئی تو انہوں نے طبّی علاج کے مقصد سے عارضی طور پر ایسا کیا، عدالت عالیہ کے معزز جج ان کی کہانی کو قبول کرنے کے لیے مائل نہیں تھے۔لیکن، اس کے باوجود، ان کا خیال تھا کہ وہ بھارت کی شہری تھیں اور رہیں گی، اس بنیاد پر کہ وہ بھارت میں پیدا ہوئیں

اور ان کی رہائش ان کے شوہر کیپٹن مہاراج کمار گوپال سرن نارائن سنگھ کی ہی رہی، جو، یہ متنازعہ نہیں ہے، پورے بھارت میں رہے۔ عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کے ذہن میں بظاہر آئین کا آرٹیکل 5 تھا اور انہوں نے انگریزی قانون کے اس نظریے پر عمل کیا کہ شادی کے تسلسل کے دوران بیوی کی رہائش اس کے شوہر کی ہی رہے گی۔ ہمیں احترام کے ساتھ ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے آئین کے آرٹیکل 7 کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ آئین کے آرٹیکل 5 کا متعلقہ حصہ مندرجہ ذیل کہتا ہے:

"اس آئین کے آغاز پر، ہر وہ شخص جس کا بھارت کے علاقے میں رہائشی ہے اور جو بھارت کے علاقے میں پیدا ہوا تھا، بھارت کا شہری ہوگا۔

عدالت عالیہ کے خیال میں چونکہ کمار رانی بھارت میں پیدا ہوئی تھیں اور ان کے شوہر کا بھارتیہ شہری تھا، اس لیے وہ بھارت کی شہری تھیں۔ لیکن آرٹیکل 7 کہتا ہے:

"آرٹیکل 5 میں کچھ بھی ہونے کے باوجود، کوئی شخص جس نے مارچ 1947 کے پہلے دن کے بعد بھارت کے علاقے سے اس علاقے میں ہجرت کی ہو جو اب پاکستان میں شامل ہے، اسے بھارت کا شہری نہیں سمجھا جائے گا۔

اس آرٹیکل میں ایک شرط ہے جس پر فی الحال غور کیا جائے گا۔ لیکن اس شرط اور اس کے اثر پر غور کرنے سے پہلے، درج ذیل حقائق کا ذکر کرنا ضروری ہے جو ریکارڈ پر بنائے گئے ہیں۔ (1) کمار رانی جولائی 1948 میں کراچی گئیں۔ (2) اس کی یہ کہانی کہ وہ طبّی علاج کے لیے عارضی طور پر وہاں گئی تھی، عدالت عالیہ نے اس پر شک کیا ہے اور ہمیں بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ (3) جب وہ دسمبر 1948 میں بھارت آئیں تو انہوں نے ایک عارضی اجازت نامے پر ایسا کیا جس میں مذکورہ اجازت نامے کے لیے اپنی درخواست میں کہا گیا تھا کہ وہ پاکستان میں مقیم ہیں اور اسی کے مطابق خود کو پاکستانی شہری ہونے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ (4) وہ اس عارضی اجازت نامے کی میعاد ختم ہونے پر اپریل 1949 میں پاکستان واپس چلی گئیں۔ (5) اس نے بھارت میں مستقل واپسی کے لیے اجازت نامہ حاصل کرنے کی کوشش تب کی جب جائیداد کو محافظ کے حوالے کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے اور

اس کے بعد اس پر قبضہ کر لیا گیا۔ان حقائق پر کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اسے یکم مارچ 1947 کے بعد بھارت کے علاقے سے ہجرت کرنے والی مانا جانا چاہیے۔اگر اس لیے بھی آرٹیکل 5 اس پر اس مفروضے پر لاگو ہوتا ہے کہ کیپٹن نارائن سنگھ اس کا شوہر تھا اور اس کی رہائش اس کے شوہر کی تھی، تو حقائق اس کے مقدمے کو آرٹیکل 7 کے تحت لاتے ہیں۔آرٹیکل 7 واضح طور پر آرٹیکل 5 کو ختم کرتا ہے۔یہ اپنے دائرہ کار میں غیر معمولی ہے اور اس طرح کے معاملے میں، یعنی بیوی کے اپنے شوہر کو بھارت میں چھوڑ کر پاکستان ہجرت کرنے کے معاملے میں کوئی رعایت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ایسی بیوی کو بھی بھارت کا شہری نہیں سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ مخصوص حقائق اس کے معاملے کو آرٹیکل 7 کی شق کے اندر نہ لائیں۔یہ شرط اس طرح ہے:

"بشرطیکہ اس آرٹیکل میں کچھ بھی اس شخص پر لاگو نہیں ہو گا جو اس طرح پاکستان میں شامل علاقے میں ہجرت کرنے کے بعد، کسی قانون کے ذریعے یا اس کے اختیار کے تحت جاری کردہ آبادکاری یا مستقل واپسی کے اجازت نامے کے تحت بھارت کے علاقے میں واپس آیا ہو۔"

اس شرط کے حوالے سے یہ دعوی کیا گیا ہے کہ چونکہ وہ درحقیقت مستقل اجازت نامے کے تحت واپس آئی ہے، اس لیے وہ اس کے فائدے کی حقدار ہے اور اس کے بعد مذکورہ اجازت نامے کی منسوخی غیر قانونی اور غیر متعلقہ دونوں ہے۔مرکزی حکومت کی طرف سے تشکیل شدہ پاکستان (کنٹرول)ایکٹ، 1949 کی دفعہ 4 کے تحت بنائے گئے پرمٹ سسٹم رولز، 1949 کا قاعدہ 10 یہ فراہم کرتا ہے کہ بھارت میں مستقل آبادکاری کے لیے اجازت نامہ ہائی کمشنر یا ڈپٹی ہائی کمشنر کے ذریعے اس ریاست یا صوبے کا قرارداد حاصل کرنے کے بعد ہی دیا جا سکتا ہے جہاں درخواست گزار آباد ہونا چاہتا ہے۔قاعدہ 29 میں کہا گیا ہے کہ قواعد کے تحت جاری کردہ ہر اجازت نامہ جاری کرنے والے اتھارٹی کی طرف سے تفویض کردہ کسی بھی وجہ کے بغیر کسی بھی وقت منسوخ ہونے کا ذمہ دار ہوگا۔موجودہ معاملے میں، اجازت نامہ اس بنیاد پر ایک معقول حکم میں منسوخ کر دیا گیا ہے کہ، معاملے کے حقائق پر، اجازت نامہ جاری کرنے سے پہلے متعلقہ ریاستی حکومت کی رضامندی حاصل کی جانی چاہیے تھی۔لہذا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ایک درست مستقل اجازت نامہ جاری نہیں کیا گیا ہے اور اجازت نامہ یافتہ اس کی طاقت پر بھارت واپس لوٹ رہا ہے اور اسے من مانی طور پر منسوخ

کر دیا گیا ہے۔ یہ غلط اجازت نامے کے غیر مجاز جاری ہونے کا معاملہ ہے جسے مناسب طریقے سے منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اس لیے آرٹیکل 7 کی شق کا کوئی ممکنہ اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہذا درخواست گزار بھارت کا شہری نہیں ہے اور پولیس کے سب انسپکٹر گیا کی طرف سے 23 جولائی 1950 کو کمار رانی کو بھارت چھوڑنے کی ہدایت دینے کا حکم اسی کے مطابق درست تھا۔ اس لیے اس اپیل کو کامیاب ہونا چاہیے۔

دیوانی اپیل نمبر 97، سال 1952۔

یہ اپیل عدالت عالیہ میں 5 جولائی 1950 کی تاریخ کی درخواست سے پیدا ہوتی ہے، جس میں بہار ایڈمنسٹریشن ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 1949 کے تحت ڈپٹی کسٹوڈین کی طرف سے جاری کردہ 2 ستمبر 1949 کے نوٹیفکیشن کے جواز کو چیلنج کیا گیا تھا، جس میں وکف جاگیر کو جائیداد انخلا قرار دیا گیا تھا اور اس پر قبضہ کیا گیا تھا۔ تین اہم بنیادیں جن پر اس کا مقابلہ کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں: (1) کمار رانی انخلا کرنے والا نہیں تھا۔ (2) اس نے 2 جون 1949 کو اپنے دوسرے بیٹے کمار فتح سنگھ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خط لکھا تھا، جس میں اس نے وکف جاگیر میں متوالی کا عہدہ چھوڑ دیا تھا، اور اس لیے مذکورہ خط کی وجہ سے اور وکف کے اصل دستاویز کی شرائط کے مطابق، اس کے تین بیٹے، جواب دہندگان 1 سے 3، مشترکہ متوالی کے ساتھ ساتھ وکف جاگیر میں فائدہ مند مفاد کے مالک بن گئے تھے۔ یہ غیر متنازعہ ہے کہ یہ تینوں پورے بھارت میں رہے، یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ نوٹیفکیشن کی تاریخ پر جائیداد ان تین بیٹوں کی ملکیت تھی نہ کہ کمار رانی کی اور اس لیے بہار ایڈمنسٹریشن ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 1949 کا حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔ (3) بہار ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 19491، وکف جائدادا اور اس میں درخواست دہندگان کے فائدہ مند مفاد پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے، بہار ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 1949 میں "انخلا" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"ایک ایسا شخص جو بھارت اور پاکستان کے علاقوں کے قیام کی وجہ سے یا شہری افرا تفری یا اس طرح کی افرا تفریوں کے خوف کی وجہ سے، یکم نومبر 1946 کو یا اس کے بعد صوبہ بہار میں کسی بھی جگہ کو ان علاقوں سے باہر کسی بھی جگہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے جواب 'بھارت' کا حصہ ہیں۔

یہ واضح ہے کہ، جیسا کہ پہلے ہی اوپر پایا گیا ہے، کمار رانی نے یکم مارچ 1947 کے بعد بھارت سے پاکستان ہجرت کی۔اس حقیقت کے پیش نظر کہ اس طرح کی ہجرت کی وجہ کے بارے میں اس کی درخواست قبول نہیں کی گئی ہے، یہ اچھی طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اس تعریف میں طے شدہ حالات میں اور مقررہ تاریخ کے بعد بھارت سے پاکستان چلی گئی تھی۔اس لیے اسے محافظ نے "انخلا کرنے والا" قرار دیا ہے۔جہاں تک دوسرے نکتے کا تعلق ہے، کمار رانی کی طرف سے متولی کے عہدے کو مبینہ طور پر ترک کرنا اور اس کے تین بیٹوں، جواب دہندگان 1 سے 3، کو وکف کے دستاویز کی شرائط کی بنا پر، وکف کی جائیداد میں مشترکہ متولی کے طور پر شامل کرنا، دوسرے جواب دہندہ، اس کے دوسرے بیٹے کمار فتح سنگھ کو لکھے گئے ایک خط پر مبنی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ یہ اس کی طرف سے 2 جون 1949 کو لکھا گیا تھا۔اس خط کی صداقت کو چیلنج کیا گیا ہے اور یہ اس کی صداقت کا مسئلہ ہے جسے اس عدالت پچھلے حکم سے نتیجہ اخذ کرنے کے لیے عدالت عالیہ کو واپس کیا گیا تھا۔عدالت عالیہ نے واپسی کے بعد سماعت میں معاملات پر ثبوت لینے اور اس پر غور کرنے کے بعد واضح طور پر پایا ہے کہ خط حقیقی نہیں تھا۔ہم نے تلاش اور اس سے متعلق مواد بذریعے جائزہ لیا ہے، اور اسے قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ڈھونڈ سکتے ہیں۔اس لیے اس دوسری دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔جہاں تک تیسرے نکتے کا تعلق ہے، دلیل بہار ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 1949 میں "جائیداد انخلا" کے جملے کی تعریف پر مبنی ہے، جو مندرجہ ذیل ہے:

" جائیداد انخلا کا مطلب کوئی بھی ایسی جائیداد ہے جس میں انخلا کرنے والے کا کوئی حق یا مفاد ہے یا جو اس کے پاس ٹرسٹ کے کسی دستاویز یا دیگر دستاویز کے تحت ہے۔" یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ تعریف 'یا تو وکف کی جائیداد پر یا اس میں متولی کے فائدہ مند مفاد پر لاگو نہیں ہوتی ہے اور اس لیے زیر بحث جائیداد محافظ کے پاس نہیں تھی۔اب، جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، اصل نوٹیفکیشن جس میں وقف کی جائیداد کو محافظ کے حوالے کیا گیا تھا، بہار ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو پراپرٹی آرڈیننس، 1949 کی

دفعہ 5 کے تحت بنایا گیا تھا۔ اس آرڈیننس کو مرکزی آرڈیننس نمبر 55(2) کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا تھا۔ XXVII، سال 1949۔ مرکزی آرڈیننس میں "جائیداد انخلا" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے

"کوئی ایسی جائیداد جس میں انخلا کرنے والے کا کوئی حق یا مفاد ہو، چاہے وہ ذاتی ہو یا ٹرسٹی کے طور پر یا مستفید کے طور پر یا کسی اور صلاحیت میں ہو۔"

مرکزی آرڈیننس کو مرکزی ایکٹ نمبر 1 کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا۔ XXXI، سال 1950 اور "جائیداد انخلا" کو اس میں معنی کے طور پر بیان کیا گیا ہے

"کسی انخلا کار کی کوئی جائیداد چاہے وہ مالک کے طور پر ہو یا ٹرسٹی کے طور پر یا مستفید کے طور پر یا کرایہ دار کے طور پر یا کسی اور حیثیت میں ہو۔"

لفظ "پراپرٹی" کی تعریف معنی کے طور پر کی گئی ہے

"کسی بھی قسم کی ملکیت اور اس میں ایسی جائیداد کا کوئی حق یا مفاد شامل ہے۔"

مرکزی آرڈیننس جس نے بہار آرڈیننس کو منسوخ کیا اور ساتھ ہی مرکزی ایکٹ جس نے مرکزی آرڈیننس کو منسوخ کیا، ہر ایک میں سیکشن 8(2) شامل ہے جس میں یہ فراہم کیا گیا ہے کہ

"جہاں اس آرڈیننس (ایکٹ) کے آغاز سے فوراً پہلے کسی صوبے میں کسی انخلا کرنے والے کی جائیداد نے اس کے ذریعے منسوخ کیے گئے کسی قانون کے تحت محافظ کے اختیار کا استعمال کرنے والے کسی بھی شخص کو تفویض کیا ہے، آرڈیننس (ایکٹ) کے آغاز پر یہ سمجھا جائے گا کہ انخلا کرنے والے کی جائیداد آرڈیننس (ایکٹ) کے تحت صوبے کے لیے مقرر کردہ یا مقرر کیے گئے محافظ کے پاس ہے اور یہ اس طرح بنی رہے گی۔"

مرکزی آرڈیننس اور مرکزی ایکٹ کے ذریعے "جائیداد انخلا" کے جملے کی تعریفیں واضح اور غیر واضح ہیں تاکہ ٹرسٹی یا مستفید کے طور پر رکھی گئی کسی بھی جائیداد میں انخلا کے مفاد کو شامل کیا جا سکے۔ یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بہار آرڈیننس میں بیان کردہ "جائیداد انخلا" کا مطلب کچھ مختلف

تھا۔اس تعریف میں استعمال ہونے والے الفاظ کافی وسعت کے ہیں اور ہماری رائے ہے کہ بہار کی تعریف بھی وکف جائیداداور اس میں سود پر مشتمل ہے۔ہماری یہ بھی رائے ہے کہ مرکزی آرڈیننس اور مرکزی ایکٹ کے ذریعے بہار آرڈیننس کی یکے بعد دیگرے منسوخی اور محافظ پر عائد کیے جانے کا تسلسل، معاملے کو کسی شک سے بالاتر رکھتا ہے۔اس لیے یہ دلیل ناکام ہونا چاہیے۔اس اپیل کو بھی اسی کے مطابق کامیاب ہونا چاہیے۔

نتیجے میں دونوں اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے۔حالات میں اپیل کنندہ کو صرف دیوانی اپیل نمبر 97،سال1952 میں ریمانڈ پر عدالت عالیہ کے سامنے ہونے والے اخراجات ملیں گے۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔